خطاب: مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

ضبط وترتیب: ادارہ

# شیخ المشائخ مفتی اعظم علامہ محمد فرید صاحبؒ

## جامع الصفات فرید وحید

مورخہ ۹ جولائی بروز ہفتہ تقریباً دن کے گیارہ بجے دارالعلوم حقانیہ کے سابق شیخ الحدیث اور رئیس دارالافتاء مفتی اعظم پاکستان مرشد وقت پیر طریقت عارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید صاحب قدس سرہ کی روح پرفتوح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ ملک کے کونے کونے سے لاکھوں افراد نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد تعزیت کنندگان کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جس میں ہر طبقہ کے لوگوں نے شرکت کی۔ تعزیت کے تیسرے دن آپ کی جامع مسجد میں دارالعلوم حقانیہ کے استاذ حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی مدظلہ نے تعزیت کنندگان کے عظیم مجمع سے پراثر خطاب فرمایا۔ اس خطاب کو بعض احباب نے نوٹ کیا تھا۔ (افادہ عام کی خاطر ہم اس تقریر کو نذر قارئین الحق کررہے ہیں۔ (ادارہ)

---

**الحمدلله و کفی وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ . اما بعد فقد قال الله تبارک وتعالیٰ فی کلام المجید. اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا وَاللّٰهُ یَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ (الایة) وقال رسول الله ﷺ العلماء ورثة الانبیا او قال علیه السلام**

قابل احترام مشائخ عظام علماء کرام، گرامی قدر فضلاء وطلبہ اور میرے گاؤں زروبی کے غم واندوہ اور درد و کرب کے بیکراں سمندر میں ڈوبے ہوئے بزرگو اور بھائیو! آج ہم ایک عظیم سانحہ پر تعزیت کے لئے جمع ہیں، یہ بہت بڑا سانحہ ہے ایک داھیہ عظمیٰ اور واقعہ فاجعہ ہے گویا محشر کی گھڑی ہے۔ یہ سانحہ شیخ المشائخ استاذ العلماء فقیہ النفس رئیس الاتقیاء فرید الدھر عارف باللہ مفتی اعظم پاکستان پیر طریقت مرشد وقت حضرت العلامہ مفتی محمد فرید صاحب نوراللہ مرقدہ کے انتقال پرملال کا سانحہ ہے جس کی شدت نے ہمارے قلوب اور ہمارے دلوں کو ہلا کے رکھ دیا ہے۔ درحقیقت آپ کا یہ سانحہ ارتحال عالمگیر غم آفاقی درد اور جہانی ماتم کی حیثیت رکھتا ہے۔

محترم بھائیو! تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب ہلاکو چنگیز اور تاتاری فتنہ کی یلغار سے خلافت عباسیہ تہس نہس ہوگئی۔ خلیفہ مستعصم کے ساتھ جو دہشت انگیز اور وحشت ناک سلوک کیا گیا اس روداد کو سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے

ہو جاتے ہیں۔ عروس البلاد بغداد جو کہ خلافت عباسیہ کا دارالخلافہ تھا' اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی اور شہر کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں رواں دواں تھیں' گویا خون کا ایک سیلاب امڈ آیا تھا اس اندوہناک واقعہ سے متاثر ہو کر حکیم مشرق حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ نے ایک ایسا دلگداز مرثیہ لکھا تھا جس کی شدت کرب کو وہ خود بھی برداشت نہ کر سکا اور اس کے چند ہی دن بعد اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ اس دلگداز اور درد انگیز مرثیہ کا مطلع یہ ہے کہ

ے آسمان راحق بود گرخوں ببارد برزمین — برزوال ملک مستعصم امیر المومنین

یعنی آسمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خلافت عباسیہ اور امیر المومنین مستعصم کی تاراجی وتباہی پر بجائے پانی برسانے کے خون کی بارش کرے۔ میں اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں موقع ومقام کی مناسبت سے کچھ تصرف کرتا ہوں اور وہ یوں کہ ے آسمان راحق بود گرخوں ببارد برزمین — بروفات مفتی اعظم رئیس المتقین

حضرت مفتی صاحب کے سانحہ ارتحال اور انتقال پر ملال کا یہ واقعہ فاجعہ اس داھیہ عظمیٰ سے کم نہیں۔ درحقیقت ہم اس کا ادراک نہیں کر سکتے کہ آپ کی وفات ملت اسلامیہ کے لئے کتنا بڑا نقصان ہے۔

میرے انتہائی قابل احترام بزرگو! یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہے کہ انبیاء' صلحاء اولیاء اور اللہ کے نیک بندوں کے سانحہ ہائے ارتحال پر زمین بھی گریہ زن ہوتی ہے اور آسمان بھی نالہ کناں اور اشک ریز ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے کہ فما بکت علیھم السماء والارض وما کانوا منظرین یعنی (فرعون اور اس کے متبعین) نہ ان پر آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ ان کو کچھ ڈھیل ملی۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں اولیاء وصلحا اور مشائخ وعلماء وغیرھم ان کی وفات پر آسمان بھی روتا ہے اور زمین بھی۔ آسمان کے رونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ اللہ کے نیک بندے مومن کے مرنے پر آسمان کا وہ دروازہ روتا ہے جس سے اس کی روزی اترتی تھی۔ یا جس دروازے سے اس کا عمل صالح اوپر چڑھتا تھا اور زمین کے رونے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں وہ نماز پڑھتا تھا' ذکر واذکار میں جس جگہ مشغول رہتا' وہ مسند ارشاد وہ مسند حدیث وہ مسند تدریس وہ تمام مقامات جہاں جہاں انہوں نے قدم رکھا ہو' نشست وبرخاست کی ہو' وہ تمام مقامات روتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ ہم اس سعادت سے محروم ہو گئے ہیں تو آج یہ منبر ومحراب مسجد کا وہ گوشہ جہاں حضرت مفتی صاحبؒ مراقبہ فرمایا کرتے تھے اور وہ حجرہ جہاں وہ مطالعہ فرمایا کرتے اور مہمانوں کے ساتھ ملاقات فرماتے تھے' وہ تمام زاویے آپ کی جدائی پر نوحہ کناں اور اشک ریز ہیں اس لئے میں نے عرض کیا

ے آسمان راحق بود گرخوں ببارد برزمین — بروفات مفتی اعظم رئیس المتقین

محترم بزرگو! ہمارے حضرت مفتی اعظمؒ کی شخصیت جامع الصفات تھی' ہم آپ کی کس کس صفت کا تذکرہ کریں۔ آپ کی مفسرانہ شان وشکوہ سے گفتگو کریں' محدثانہ جاہ وجلال پر روشنی ڈالیں' فقیہانہ بصیرت سے بحث کریں۔ آپ کے

اجتہادی رنگ کو دیکھیں احسان وسلوک اور تصوف میں آپ کے ارفع مقام پر نظر دوڑائیں جملہ علوم (خواہ وہ عقلیہ ہوں یا نقلیہ) وفنون میں آپ کی عبقریت ومہارت کا تجزیہ کریں۔ الغرض آپکی ذات ان تمام صفات کی جامع شخصیت تھی۔

میرے بھائیو! میں دیکھ رہا ہوں کہ تین دن سے غمزدہ احباب اور تعزیت کے لئے آنے والے ارباب سلوک واہل علم آپ کے مناقب وفضائل اور مفاخر ومحاسن بیان کر رہے ہیں اور اپنے جذبات محبت وخلوص اور احساسات کا اظہار کر رہے ہیں لیکن میرے خیال میں آپ کی جامع شخصیت کی صفات کے لاکھویں حصے کا بھی حق ادا نہیں ہوا ہے اور ویسے بھی کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

ے زوصف ناتمام ماجمال یار مستغنی ست — بآب ورنگ وخال وخطہ چہ حاجت روئے زیبارا

آپ کی ذات بابرکات کی مثال ایک ہشت پہلو ہیرہ جیسی ہے جس کا ہر پہلو انتہائی جاندار وشاندار توانا وتابناک قوی اور مضبوط ہے کہ مجھ جیسے طفیل مکتب کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان پہلوؤں میں سے کسی ایک پر لب کشائی کرے اور یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے کہ آپ کی ذات کو ایسی صفات کا حامل بنایا' تو میں عرض کر رہا تھا کہ آپ کی شخصیت کا ہر پہلو اس قدر روشن ہے کہ عقل انسانی اس پر انگشت بدنداں رہ جاتی ہے اس لئے میں حیران ہوں کہ آپ کے اوصاف کے کس پہلو سے ایک ناتمام ومختصر گفتگو کا آغاز کروں

ے فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر — ادائیں لاکھ اور بے تاب دل ایک

محترم بھائیو! آپ کی محدثانہ جلالت شان تو آپ کی تصنیف کردہ کتابوں سے عیاں ہے' ترمذی شریف کی آفاقی شرح منہاج السنن اور شرح مقدمہ مسلم شریف سے آپ کی محدثانہ نابغیت کا اندازہ ہوتا ہے' ہمارے دورہ حدیث کے دوران صحاح ستہ کی یہ کتابیں سنن ابی داؤد شریف اور بخاری شریف آپ کے زیر درس رہیں۔ انتہائی پُر اثر انداز میں آپ ہماری ذہنی استعداد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تشریح فرماتے۔ یہ میں اس لئے ذکر کر رہا ہوں کہ ہماری ذہنی استعداد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کیونکہ اگر آپ اپنی علمیت کے حوالے سے بحث فرماتے تو آپ کو معلوم ہے کہ وہ تو علم کے بحر ذخار بحر مواج اور دریائے ناپیدا کنار تھے۔ ہمارے قاصر ذہن کب اس کا ادراک کر سکتے تھے۔ حدیث کے متعلق بحث کے بعد آپ اپنے فقیہانہ رنگ میں آجاتے کیونکہ آپ کا درس محدثانہ فقیہانہ امتزاج کا حامل ہوتا تھا۔ تو جب حدیث سے مسائل کا استنباط اور استخراج شروع فرماتے۔ اس وقت یوں محسوس ہوتا تھا گویا وقت کا امام اعظم ہمارے سامنے موجود ہے بعض اوقات آپ فرماتے کہ فلاں مسئلہ کا استنباط اس حدیث سے ہوا ہے جبکہ بظاہر ان کے درمیان کوئی ربط یا تعلق موجود دکھائی نہیں دیتا تھا۔ لیکن جب آپ اس کی وضاحت شروع فرماتے اور الفاظ حدیث کا تجزیہ فرماتے تو ہم اپنی حیرت پر خود حیرت زدہ ہو جاتے کہ اس مسئلہ اور حدیث کے درمیان تو ربط وتعلق بالکل واضح ہے۔

جلالین شریف کا پہلا حصہ ہمیں آپ پڑھاتے تھے' ایسے ایسے تفسیری نکات ولطائف ذکر فرماتے کہ بے

اختیار دل سے ان کی درازی عمر کے لئے دعائیں نکلتیں، علم نحو کی مشہور منتہی کتاب شرح ملا جامی آپ بہت ذوق وشوق اور جوش وجذبے سے پڑھاتے اس میں آپ نکتہ آفرینیوں کے انبار لگا دیتے' ایک دفعہ ہم چند ساتھیوں نے جرأت کرکے آپ سے استفسار کیا کہ آپ جو نکات بیان فرمارہے ہیں۔ان کی ماخذ اور مرجع کیا ہے تو آپ نے مشفقانہ تبسم فرماتے ہوئے کہا کہ یہ صدوری نکتے ہیں سطوری نہیں، یعنی یہ نکتے ہم کو اپنے مشائخ سے سینہ بہ سینہ منتقل ہوئے ہیں' یہ جواہر ریزے آپ کو کتابوں میں نہیں ملیں گے۔

محترم بھائیو! آپ کی یہ زندہ کرامت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے وقت میں بہت ہی وسعت پیدا کی تھی' باوجود کثرت مشاغل کے آپ کی زیر درس جو کتابیں ہوتیں' وہ بروقت اختتام کو پہنچ جاتیں' ابتدائے تعلیمی سال سے لے کر آخر سال تک آپ کا ایک ہی انداز تدریس تھا' دیگر مدرسین کی عام روش کے مطابق کہ اختتام سال میں رات دن کتابوں کی پڑھائی میں مصروف رہتے ہیں۔آپ نے کبھی اضافی وقت نہیں لیا اور اس پر طرہ یہ کہ آپ ہفتہ میں دو بار گاؤں زروبی تشریف لے جاتے' حالانکہ اس وقت سڑکیں بھی کچی تھیں اور ذرائع آمدورفت کی بھی فراوانی نہ تھی جیسا کہ آج کل ہے اس کے باوجود آپ کا درس چونکہ پہلے گھنٹہ سے شروع ہو جاتا' آپ اس کے لئے بالکل وقت پر پہنچتے تھے سبق میں ناغہ کرنا آپ کی لغت میں نہ تھا۔

ایک دفعہ ہفتہ کے دن بندہ بھی اکوڑہ آ رہا تھا اور حضرت مفتی صاحب بھی چونکہ گاڑی ہمارے گھر کے قریب سواریوں کے انتظار میں کھڑی ہوئی تھی تو اکثر میں جب گھر سے نکل کر بڑے راستے پر آتا تو مفتی صاحب یا دس قدم آگے ہوتے یا پیچھے' پھر ہم اکٹھے گاڑی تک جاتے' ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں جب گھر سے نکلا' بونداباندی ہو رہی تھی' اتنے ئیں مفتی صاحب کو بھی دیکھا کہ وہ بھی تشریف لا رہے ہیں' ہم دونوں جب گاڑی کی جگہ پر پہنچے تو گاڑی موجود نہ تھی اور بارش بھی موسلا دھار شروع ہوگئی۔پانی زیادہ آ گیا' ایک دوکان کے برآمدے میں ہم کھڑے تھے' وہاں دو بلاک پڑے تھے' ایک بلاک پر مفتی صاحب کھڑے ہوگئے اور دوسرے پر مجھے کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔میں نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ آج شاید گاڑی والے نے بارش کی وجہ سے چھٹی کی ہو' اس قریبی مسجد میں تشریف لائیں' وہاں بیٹھیں گے' میں چائے لاؤں گا اور اکٹھے پیئں گے۔مفتی صاحب نے فرمایا پشتو میں کہ ہر ہادیے مہ کوہ یعنی مزاحاً فرمایا کہ فضول باتیں مت کرو۔یہاں کھڑے رہو پھر دو تین منٹ بعد بارش ذرا تھم گئی۔مجھے فرمایا کہ او اڈہ (سوزوکی' ڈاٹسن یا تانگے وغیرے جہاں موجود ہوتے ) کو جائیں' جب وہاں گئے تو وہاں بھی ہو کا عالم تھا۔میں نے پھر عرض کیا: یہاں بھی تو کوئی سواری نہیں۔آپ خاموش رہے۔ایک دومنٹ کے بعد جہانگیرہ سے ایک ویگن آئی اس میں ہمارے گاؤں کے کچھ لوگ کراچی سے آئے تھے' گاڑی والے نے کہا کہ آپ کہاں جارہے ہیں؟ میں نے کہا کہ اکوڑہ خٹک۔ڈرائیور نے کہا آپ یہاں کھڑے رہیں میں جلدی واپس آتا ہوں آپ کو سیدھا جہانگیرہ پہنچاؤں گا۔کیونکہ میں بکنگ کے لئے

جاتا ہوں' وہ آ ئے ہم اس میں بیٹھ گئے اس نے جہانگیرہ تک ایک بھی سواری نہیں بٹھائی۔ اور جہانگیرہ پہنچا دیا۔ پھر دوسری گاڑی میں بیٹھ کر اکوڑہ پہنچے اور کمال یہ کہ ہم گاؤں والے گاڑی کے وقت سے دس منٹ پہلے پہنچ گئے۔ اپنے گھر کی طرف جاتے وقت مفتی صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا اب جاؤ اور آرام سے چائے پی لو۔

میرے محترم بزرگو! یہ آپ کی وقت کی پابندی کا حال تھا کہ ہجوم مشاغل کے باوجود آپ اپنے کام بروقت مکمل فرماتے' ہجوم مشاغل اس طرح کہ آپ فجر کی نماز کے بعد اپنے مسترشدین کے ساتھ مراقبہ فرماتے' اس کے بعد اسباق پڑھاتے' پھر دارالافتاء تشریف لے جاتے' وہاں ڈاک کے ذریعہ بھیجے گئے استفتاءات کے جوابات تحریر فرماتے۔ اکثر مستفتین زبانی سوالات پوچھتے ان کی طرف توجہ دیتے۔ پھر تصنیف وتالیف کے لئے وقت نکالتے' اسی طرح دعوت وارشاد کا بھی سلسلہ جاری رہتا' جلوس اور محافل وعظ میں شرکت کیلئے تشریف لے جاتے اور لوگوں کو اتباع سنت کی تلقین فرماتے۔

محترم بزرگو ۱۹۹۴ء میں آپ پر فجر کی نماز میں فالج کا شدید حملہ ہوا اور ۱۵ رسال تک اسی بیماری میں گزارے' لیکن اس دوران آپ کی استقامت دیدنی تھی۔ آپ رضاء بالقضا کی ایک مجسم تصویر تھے۔ بظاہر جو آپ کی زبان بند تھی' یہ بھی آپکے کمال پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جب اللہ کا کوئی برگزیدہ بندہ اس کی اطاعت میں شب وروز مشغول رہتا ہو اس کے دل میں خشیت الٰہی رچ بس گئی ہو' مکمل متبع رسول ہو اور اطاعت سنت نبوی ﷺ کا اہتمام کرتا ہو' تو اس کو مقام قرب نصیب ہوتا ہے اس پر اسرار اور رموز کے انکشاف کے دروازے کھل جاتے ہیں' اس کیلئے حجابات اٹھائے جاتے ہیں۔

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر اٹھتے ہیں حجاب آخر کرتے ہیں خطاب آخر

اللہ کریم کی طرف سے ان پر خصوصی افضال وانعام کا نزول ہوتا ہے چونکہ یہ تو خاصان خدا ہوتے ہیں یہ حضرات ان اسرار ورموز کے کشف کو برداشت کر سکتے ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ یہ برگزیدہ ہستیاں ان اسرار ورموز کو ان حضرات کے سامنے فاش کریں' جن میں ان کے تحمل کی قوت نہ ہو' اسی وجہ سے بعض اوقات ان کی زبان بندی کی جاتی ہے' باقی رہا ذکر' تو ان کا دل تو شب وروز ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کے مرشد حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبدالمالک صاحب نقشبندیؒ یہ اپنے وقت کے بہت بڑے ولی تھے اور ان کا کمال یہ تھا کہ پاکستان کے تمام بڑے بڑے شیوخ حدیث اور علماء آپ کے دست حق پرست پر بیعت تھے' میرے والد محترم امام المتکلمین صدر المدرسین علامہ عبدالحلیم صاحب قدس سرہ امیر المومنین فی الحدیث شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ اور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد فرید صاحب جیسی شخصیات آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھیں' اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ آپ کس پایہ کے بزرگ تھے' جب آپ کا انتقال ہوا تو انتقال کے بعد بھی آپ کا دل دھڑکتا تھا۔ ڈاکٹرز حیران تھے' انہوں نے کہا کہ ہم ڈیتھ سرٹیفکیٹ اس حالت میں نہیں دے سکتے۔ علماء جو اس وقت موجود تھے انہوں نے ڈاکٹروں کو کہا کہ آپ اس راز کو نہیں سمجھ سکتے۔ آپ ہر سال

دار العلوم حقانیہ تشریف لاتے تو آپ کے تمام خلفاء ومجازین اور مریدین ومسترشدین حقانیہ میں جمع ہوتے اور دو تین دن تک مراقبوں اور روحانی مجالس کی پر رونق بہاریں ہوتیں۔

اپنے شیخ خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کی آپ سے از حد محبت تھی' اور آپ کی رائے کو ترجیحی بنیادوں پر لیتے' ایک دفعہ حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ مردان میں حضرت صدیقی صاحبؒ کے خلفاء کا اجتماع تھا' آپ بھی تشریف لائے تھے' حضرت خواجہ صاحب نے اپنے تمام خلفاء کو فرمایا جو کہ تمام بڑے بزرگ اور عالم تھے کہ میں آپ کے سامنے نماز پڑھتا ہوں' آپ میرے قیام وقعود اور رکوع وسجود کا بغور مشاہدہ کریں کہ میری نماز سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔ جب آپ نے نماز پڑھی تو اپنے خلفاء کے حلقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا کہ بتاؤ میری نماز سنت کے مطابق ہے یا نہیں' تمام خلفاء نے جواب دیا حضرت بالکل سنت کے موافق ہے' پھر حضرت نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا کہ آپ بتائیں' تو میں نے عرض کیا کہ حضرت قیام کے دوران آپ کے دونوں پاؤں کے درمیان کا فاصلہ سنت کے مطابق نہیں' پھر میں نے ان کو صحیح فاصلہ بتایا اس پر آپ نے خوشی کا ظہار فرمایا۔ لیکن دوسرے خلفاء پر برہم ہوئے کہ آپ نے میری نماز کا صحیح مشاہدہ نہیں کیا۔

دار العلوم حقانیہ میں ہم اور حضرت مفتی صاحبؒ (اب ان کو رحمہ اللہ کہتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے) ایک دوسرے کی ہمسائیگی میں رہتے تھے' گرمیوں کے موسم میں آپ تہجد گھر کے صحن میں پڑھتے تھے' اسکے بعد آپ ذکر واذکار اور تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتے۔ اکثر اوقات ہم انکی پرسوز آواز کو سنتے اور اس اثر آفرینی کا عجیب عالم ہوتا۔

محترم بزرگو! جو شخص اپنے مرشد کا محبوب ہوتا ہے اللہ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبوبیت پیدا کرتے ہیں' آپ روزانہ مشاہدہ کرتے تھے' میرے گاؤں والو کو دور دراز علاقوں سے لوگ آپ کی زیارت کیلئے سفر کی مشکلات اور صعوبتیں برداشت کر کے آتے اور آپ نے نماز جنازہ کا عالم بھی دیکھا۔ کتنا عظیم جنازہ تھا اور یہ آپ کو بتاؤں کہ دو تہائی لوگ رش اور راستوں کی بندش کی وجہ سے جنازہ میں شرکت سے محروم رہے' یہ ان کی محبوبیت کا عالم تھا۔ ہر شخص کو معلوم تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ہے یہ اپنے وقت کا بہت بڑا ولی ہے اس کی نماز جنازہ میں شرکت ہر آدمی اپنے لئے باعث سعادت اور لائق نجات اخروی سمجھتا تھا۔ میں نے بہت سے لوگوں سے سنا کہ یہ موت قابل صد رشک ہے کاش ہماری موت بھی ایسی ہو۔

اسی کو موت کہتے ہیں تو یارب بار بار آئے ۔۔۔ وہ سر کھولے ہماری لاش پر دیوانہ وار آئے

اے میرے محبوب شیخ! اے میرے محسن! اے میرے مربی! ایک دنیا آپ کی زیارت کے لئے آئی ہے ایک عالم آپ کی دید کا مشتاق ہے' آپ کس طرف جا رہے ہیں آپ کی تماشا گاہ کونسی ہے

اے تماشہ گاہ عالم روئے تو ۔۔۔ تو کجا بہر تماشا میروی

محترم بزرگو! میں تو گویا ان کی گود میں پلا ہوں' اکثر میرے ساتھ لطیف مزاح فرمایا کرتے' یہ تو آپ کی شفقت تھی'

مہربانی تھی اور لطف وکرم تھا' تو اسی شفقت نے ہمیں ایک گونہ گستاخ بنایا۔ اسی وجہ سے کبھی کبھی آپ کے ساتھ بے تکلفی کا ارتکاب کرتا' عیدالاضحیٰ کے موقع پر کافی دنوں کے بعد بندہ ملاقات کے لئے حاضر ہوا (چونکہ بندہ شوگر کا مریض ہے اور اسی وجہ سے بائیں ٹانگ کی دو انگلیاں کٹوائی گئی ہیں) بندہ کو عصا کے سہارے آتا دیکھ کر تبسم فرمایا' بہت شفقت کے ساتھ اپنا ہاتھ مبارک ملانے کے لئے آگے کیا۔ بندہ نے دست بوسی کی۔ پھر میری طرف توجہ کئے ہوئے مسکرا رہے ہیں' بندہ بھی ان کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔ لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ بار بار دیکھ رہے ہیں اور تبسم فرما رہے ہیں' پھر اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ رکھا' پھر تبسم فرمانے لگے' ان کو میری استعجابی کیفیت معلوم ہوئی تو انتہائی تکلیف سے زبان کو زور دیتے ہوئے فرمایا ہوڈا اور اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا یعنی تم تو بوڑھے ہوگئے ہو۔ آپ کی داڑھی سفید ہوگئی ہے تو بندہ نے عرض کیا جی سوار ہی گرتے ہیں' یعنی جوان بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ مفتی صاحب اس وقت انتہائی ہشاش بشاش تھے میں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ سے نوازیں۔ آپ کو دوبارہ جوانی نصیب ہو آپ کی داڑھی مبارک پھر سے سیاہ ہو جائے اور آپ پھر سے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائیں اور ایوان شریعت ہال میں ہم آپ کے سامنے زانوئے تلمذیت کرتے ہوئے آپ ہمیں ترمذی اور بخاری شریف کا درس دیں۔ اس پر بہت دیر تک معصومانہ انداز میں تبسم فرماتے رہے' پھر اسکے بعد آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے' یہ منظر دیکھ کر دل میں انتہائی شرمندگی محسوس کی' لیکن مفتی صاحب نے دوبارہ تبسمانہ انداز میں متوجہ ہوئے اور دعائیں دے کر ہمیں رخصت کیا۔

میرے محترم دوستو اور بزرگو! قسمت کی بات ہے گزشتہ بدھ بتاریخ ۶ جولائی بندہ اپنے چند تلامذہ سمیت بیمار پرسی کے لئے اکوڑہ خٹک سے آیا۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ آپ گھر تشریف لے گئے ہیں' انتہائی مایوسی ہوئی کہ اب تو ملاقات شاید نہ ہوسکے لیکن ہماری خوش نصیبی تھی کہ آپ کو جب اطلاع ہوئی تو کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیٹھک کو لائے گئے۔ دوستوں نے کہا کہ حضرت کو تکلیف ہے' ہم نے عرض کیا کہ ہم صرف ایک جھلک دیکھیں گے' ہاتھ نہیں ملائیں گے لیکن جب ہم ان کے پاس گئے تو انتہائی محبت سے پیش آئے اور از خود ہاتھ مبارک ملانے کے لئے اٹھایا۔ بندہ نے دست بوسی کی سعادت حاصل کی' پھر بندہ کی ناک پر اپنی انگلی رکھ لی پھر اشارہ سے پوچھا کیسے ہو؟ میں نے عرض کیا ٹھیک ہوں' اللہ کا کرم اور آپکی دعائیں ہیں۔ پھر بندہ نے عرض کیا آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ تو آپ نے نفی میں ہاتھ مبارک ہلایا اور پیٹ کی طرف اشارہ کیا کہ ٹھیک نہیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضرت دوائی استعمال کرتے ہیں یا نہیں۔ تو سختی سے نفی میں ہاتھ ہلائے اس کے بعد آپ نے واپس گھر جانے کا اشارہ کیا اور ویل چیئر کے ذریعہ گھر لے جائے گئے۔ کیا خبر تھی کہ یہ اُن کے ساتھ ہماری آخری ملاقات ہوگی۔ اس کے بعد جدائی اور ہجر کا ایک طویل سفر شروع ہوگا۔ اے ہمارے شیخ' آپ تنہا نہیں جا رہے آپ کے ساتھ ہماری محبتیں جا رہی ہیں' ہماری عقیدتیں جا رہی ہیں' ہمارے آنسو جا رہے ہیں۔ ؎ دیدہ سعدی و دل ہمراہ تست تا نہ پنداری کہ تنہا می روی

اللہ آپ کو ارفع واعلیٰ مقامات سے نوازیں اور آپ کی تربت پر سدا رحمتوں کا نزول ہو۔

میرے محترم بزرگو اور غمزدہ بھائیو! حضرت مفتی اعظمؒ کے سانحہ ارتحال پر غم واندوہ کا ایک کوہ گراں ہمارے سروں پر آگرا یہ ایسا عظیم غم ہے کہ ہم اس کو تنہا برداشت نہیں کر سکتے تھے بلکہ اگر اس غم کا نزول پہاڑ پر ہوتا تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان لاکھوں افراد کو جزائے خیر عطا فرمائے‘ جنہوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی اور آپ تمام حضرات کو جو ملک کے کونے کونے سے تعزیت کے لئے تشریف لائے ہیں‘ بہترین اجر سے نوازے کہ آپ نے ہمارے ساتھ اس غم میں شریک ہو کر ہمارے غمزدہ قلوب کے لئے تسلی وتشفی کا سامان مہیا کر دیا۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

## وائے قطعات بسنہ وفات شیخؒ

۲۰۱۱ء

از: مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

اٹھ گئے دنیا سے اُف وہ مفتی اعظم فرید
وہ رئیس الاتقیاء وہ مرد حق فرد وحید
سال رحلت میں کیا فانی جو میں نے فکر وغور
غیب سے آئی صدا اوّاہ مغفور الحمید

۱۴۳۲ھ

ہمہ جابجا ہے نوحہ وماتم
یہ جو بہ وفات شاہد عالم
ایں صدا بفانی آمدہ زغیبے
اُفا بہ فراق مفتی اعظم

۱۴۳۲ھ

پیکر محبت اہل دل
وائے بر وفات شیخ ما

ہو گئے جہاں سے رخصت اب
ہائے برفراق حضرت اب

۱۴۳۲ھ